یوم :۔ سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۳/۸ | ۹ نبوت ۱۳۳۳ھش - ۹ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۹۶

سلسلہ احمدیہ کی خبریں :۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

۶ رنومبر " حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف ہے۔"

۷ رنومبر " طبیعت ویسے تو اچھی ہے۔ البتہ گھٹنے میں کچھ درد ابھی تک ہے "

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی کی صحت

حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب کی خدمت میں مورخہ ۷/۱۱/۵۴ کو میں نے تحریر کیا۔ کہ آپ کی صحت کے متعلق لوگ دریافت فرماتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔

" خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت اب اچھی ہے۔ البتہ کمزوری باقی ہے۔ اس کی وجہ سے نیز بیماری کے عود کر آنے کے خطرہ کے باعث ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت ابھی دفتر کا کام شروع نہیں کیا"

احباب حضرت میاں صاحب موصوف کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار ملک محمد عبد اللہ

خدمتِ خلق کا اعلیٰ معیار قائم کرو اور پھر اسے بلند سے بلند تر کرتے چلے جاؤ

یک جہتی اور یک رنگی انسانی فطرت پر گہرا اثر ڈالتی ہے اپنے اندر یک جہتی پیدا کرنے کی پوری کوشش کرو

خدام الاحمدیہ کے چودھویں سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر

۵ رنومبر ۱۹۵۴ء کو بعد نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں خدام الاحمدیہ کے چودھویں سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

میں نے غالباً پچھلے سال یا اس سے پہلے سال خدام کو توجہ دلائی تھی۔ کہ یک جہتی اور یک رنگی انسان کی فطرت پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ اور یہ ایک بدیہی امر ہے۔ چنانچہ اسلامی عبادت یعنی نماز میں یک رنگی اور یک جہتی کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ یعنی سب کے سب نمازی ایک طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ قطاروں کے سیدھا رکھنے کی بڑے زور سے تاکید کی گئی ہے۔

میں نے توجہ دلائی تھی کہ خدام جب کھڑے ہوں۔ تو وہ یک رنگی اور یک جہتی اختیار کریں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ کسی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کسی کے گرے ہوئے اور کسی کے پیچھے ہیں۔ ایک طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ اور نہ افسروں نے کوئی طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔

حضور نے فرمایا بظاہر یہ باتیں معمولی نظر آتی ہیں مگر اس کا دلوں پر بہت اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قوم کی صفیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں تو ان کے دل بھی ٹیڑھے کر دیئے جاتے ہیں۔ دیکھنے والوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ فوجوں کو دیکھیں کس طرح سپاہی یکساں قدم اٹھا کر اور یکساں بازو ہلا کر چلتے ہیں۔ سینہ یکساں ابھارا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح گردن کو بھی ایک خاص حالت میں رکھنے کی ہدایت ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے گردن جھکائی ہوئی تھی، حضرت عمرؓ نے اسکی ٹھوڑی کو ہاتھ کے ٹھوکے سے اونچا کر دیا۔ اور فرمایا۔ اسلام تو اپنے جوبن پر ہے۔ تم کیوں مردہ بنے ہوئے ہو حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان کی ظاہری حالت اسکی باطنی حالت پر دلالت کرتی ہے۔ جس کا اثر دیکھنے والے پر پڑتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ من قال ھلک القوم فھو اھلکھم۔ یعنی جس شخص نے کہا۔ کہ قوم ہلاک ہو گئی۔ اس نے گویا قوم کو ہلاک کیا۔ کیونکہ اس بات کا اس کے ہمسایہ پر اثر پڑتا ہے۔ جب وہ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ سارے بے ایمان ہو گئے۔ سارے دیانت کھو بیٹھے۔ تو بیسیوں آدمی اس کی بات پر اعتبار کر لیتے ہیں۔ حقیقت نہیں دیکھتے وہ صرف یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فلاں نے ایسا کہا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو گھر سے بہت مدت تک غیر حاضر رہا۔ اور بچوں نے اس کو خط لکھا۔ کہ تمہاری عورت بیوہ ہو گئی ہے۔ اور وہ اس پر یقین لے آیا۔ جب اسے کہا گیا۔ کہ تمہارے جیتے جی تمہاری بیوی کیسے بیوہ ہو سکتی ہے۔ تو کہنے لگا کہ یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر بچے بھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ ان کے دل سے شعاعیں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کونوا مع الصادقین۔ یہ شعاعیں ہمسایوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نماز باجماعت مقرر کی ہے۔ کہ ایک کا دوسرے پر اثر پڑے۔

ایک مرتبہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک لڑکے کا ذکر کیا۔ کہ پہلے وہ نیک خیالات رکھتا تھا۔ لیکن اب وہ دہریت کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے آس پاس بیٹھنے والے لڑکے دہریت کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ اسے چاہیئے کہ جماعت میں اپنی سیٹ تبدیل کرے۔ مسمریزم اور ہپناٹزم اسی تجربہ کی صداقت میں پیدا ہوئے ہیں۔

الغرض یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ ایک کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ یک رنگی اور یکجہتی کی طرف پوری توجہ دی جائے۔ افسروں کو چاہیئے کہ اس بارے میں ایک لائحہ عمل بنائیں۔ اور پھر اس لائحہ عمل کی پوری پابندی کی جائے۔

اس کے بعد حضور نے حالیہ سیلابوں میں خدام الاحمدیہ کی امدادی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اور اس ضمن میں فرمایا۔ خدام نے نہایت اعلیٰ درجہ کا کام کیا ہے۔ اب ہمیں اس اجلاس میں اس امر پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس جذبہ کو کس طرح زیادہ ابھارا جائے۔ کیونکہ یہ نہایت مبارک جذبہ ہے ــــ اس ضمن میں حضور نے واضح ×

× فرمایا۔ کہ معمولی معمولی کام مثلاً کبھی کبھی کسی کا بوجھ اٹھانا خدمتِ خلق نہیں البتہ اگر پروگرام کے ماتحت روزانہ یا ہفتہ میں ایسا کام کیا جائے۔ تو یہ خدمتِ خلق کہلائے گی۔ مگر یہ وہ خدمت نہیں جس کا خدام الاحمدیہ کے نظام کے تحت تم سے تقاضا کیا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

ہمشیرہ محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کی علالت

سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ہمشیرہ محترمہ آج کل کینیڈا میں بیمار ہیں۔ اور گھٹنے میں چوٹ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

لاہور میں جلسہ سیرت النبیؐ

جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ۹/۱۱/۵۴ بروز منگل صبح ساڑھے نو بجے سے گیارہ بجے تک مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوگا۔ احباب کثرت سے اس جلسہ میں شریک ہوں۔ اور اپنے دیگر احباب کو ساتھ لانے کی کوشش فرمائیں۔

(نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

اعلان تعطیل

مورخہ ۹ رنومبر ۱۹۵۴ء کو دفتر روزنامہ الفضل میلاد النبیؐ کی مبارک تقریب کے احترام میں بند رہے گا۔ لہذا ۱۰ رنومبر ۱۹۵۴ء کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔

کراچی ۸ رنومبر۔ گورنر سندھ نے پیرزادہ عبد الستار کی کابینہ کو برطرف کر دیا ہے۔ اور مسٹر ایم اے کھوڑو کو نئی وزارت بنانے کو کہا ہے۔

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر
مسعود احمدؐ پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ ۔ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا :۔

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۹ نبوت ۱۹۵۲ء

روشنی کی پہلی شعاع

کل کے اخبارات میں افغانستان کے وزیر خارجہ سردار محمد نعیم خاں کی ایک تقریر کا خلاصہ جو انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں فرمائی شائع ہوا ہے۔ اس تقریر میں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ "ان کی حکومت پاکستان سے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی"۔ نیز آپ نے فرمایا کہ "پختونستان کے متعلق ایک غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ افغانستان کوئی علاقہ لینا یا دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ پختونستان علاقہ میں رہنے والے باشندوں کو اپنی طرز زندگی کے بارے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا جائے۔

افغانستان کے وزیر خارجہ اور پاکستان کے اکابر میں باہم گفتگو ہوئی ہے۔ جس کے متعلق انہوں نے کانفرنس میں بتایا کہ یہ گفتگو مختلف حیثیتوں بڑی سطحوں پر جاری رہے گی۔

جیسا کہ افغانستان کے وزیر خارجہ نے بھی اپنی تقریر میں بیان کیا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان بہت سے ایسے قریبی تعلقات ہیں۔ جن کی وجہ سے دونوں کا باہم شیر و شکر ہو کر رہنا نہایت ضروری ہے۔ دونوں کی سرحدیں ملحق ہیں۔ دونوں میں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے۔ جو ایک خدا ایک رسول اور ایک کتاب کو مانتے ہیں۔ اور بھی دونوں کے درمیان کئی مشترک امور ہیں۔ اور یہی بات ہے کہ دونوں کی بہبودی بلکہ دونوں کی زندگی ایک دوسرے سے نہایت گہرے مجانہ اور دوستانہ تعلقات سے وابستہ ہے۔ اقتصادی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی امور میں دونوں ملکوں میں یک جہتی نہایت ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ دونوں ملکوں کے تعلقات ناچاقی کی حد تک ناخوشگوار چلے آئے ہیں۔ اس لئے افغانستان کے وزیر خارجہ کی یہ تقریر اس تاریکی میں روشنی کی پہلی شعاع سمجھنی چاہیئے جس سے امید بندھتی ہے کہ یہ دونوں بلا وجہ روٹھے ہوئے بھائی جلد ایک دوسرے سے بغل گیر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب بھائی بھائی ملنے پر آتے ہیں۔ تو غلط فہمیاں بھی اکثر جلد دور ہو جاتی ہیں۔ دونوں کی باہم موافقت سے ایک دوسرے کو جو نقصان پہنچ رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے اور اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب دونوں ہی اس کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور جیسا کہ افغانستان کے وزیر خارجہ نے کہا ہے پختونستان کا مسئلہ بھی محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ دراصل یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ پاکستان یقیناً دل سے چاہتا ہے۔ کہ اس علاقہ کے مسلمان بھائی بھی دوسرے شہریوں کے ساتھ ہر معاملہ میں مساوی حقوق رکھیں۔ اور ملک کی ترقی میں برابر کے شریک ہوں۔

سبق آموز رویہ

معاصر روزنامہ "تسنیم" اپنی ۸ر نومبر ۱۹۵۲ء کی اشاعت کے "تکلف برطرف" کے کالم میں رقمطراز ہے:-

"معاصر نوائے وقت کے خبرنامہ پشاور میں یہ دلچسپ اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ بھارت میں مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کے باعث کابل ریڈیو اور افغانی اخبارات نے بھارت کے متعلق اپنے رویہ میں کافی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اور یہ تبدیلی کیونکر رونما ہوئی خبرنامہ لکھتا ہے۔

افغانستان کے اخبارات اور ریڈیو کے رویے میں یہ تبدیلی افغانستان کے علمائے کرام کے احتجاج اور بے چینی کی بنا پر ہوئی ہے۔

یعنی مغرب زدہ طبقے کے معتوب علمائے کرام ہی بالآخر اصلاح حال کا باعث ہوئے۔ جس بات کی طرف نہ افغانی حکومت کے ارباب اختیار توجہ ہوئے اور جس کا احساس نہ وہاں کے اخبارات کو ہوا۔ اس پر بالآخر علمائے کرام ہی نے ان کو آمادہ کیا ؎

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار
صحرا مگر بہ تنگیٔ چشم حسود تھا"

(تسنیم ۸ر نومبر ۱۹۵۲ء)

افغانستان کے علمائے کرام نے اگر واقعی یہ کام کیا ہے جس کا اس میں ذکر ہے۔ تو ہر غیرت مند مسلمان اس کو پسندیدہ نظر سے دیکھے گا۔ اور افغانستان کے علمائے کرام کے اس فعل پر تحسین و آفرین کہے بغیر نہیں رہے گا لیکن معاصر تسنیم نے اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ وہ درست نہیں ہے:-

کوئی نام کا مسلمان بھی علمائے کرام کی توہین نہیں کر سکتا۔ البتہ جو لوگ اقتدار کی ہوس میں اسلام اور علمائے کرام کو اپنا آلۂ کار بناتے ہیں ان کو کوئی بھی اچھا نہیں سمجھ سکتا۔

افغانستان کے علمائے کرام نے جو کیا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کے کام سے بالکل مختلف ہے۔ جو اسلام اور علمائے کرام کو اپنی ہوس اقتدار کا آلۂ کار بنانا چاہتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ معاصر اس فرق کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔

افغانستان کے علمائے کرام نے جو کیا ہے وہ یہ ہے کہ بھارت کے مسلمانوں کے مصائب سے افغانستان کے اخبارات اور ریڈیو اور صاحبان اقتدار کو متاثر کیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ملک کے اقتدار پر ہمارا قبضہ ہونا چاہیئے۔ یا حکومتی اقتدار ان کی پسند کے صالحین کے قبضہ میں دیا جائے۔ اور اس غرض کے حصول کے لئے انہوں نے اسلام کے نام پر ایک سیاسی پارٹی بنا کر ملک میں فتنہ و فساد برپا کر دیا ہو۔ اور ظاہر شاہ کو اور ان کے رفقا کو گدی سے اتارنے کے مطالبات شروع کر دیئے ہوں۔ کہ وہ غیر صالح ہیں جو لوگوں نے پاکستان مصر یا دیگر اسلامی ممالک میں ایسے لوگوں کی جو اسلام کے نام پر سیاسی پارٹیاں بنا کر ملک میں خواہ مخواہ ہیجان اور شورش پیدا کر رہے ہیں مذمت کی ہے۔ ان سب کو "مغرب زدہ" کی ایک ہی لاٹھی سے ہانک دینا کوئی صحیح بات نہیں۔ اور ان اسلامی ممالک میں جو لوگ اسلام اور علمائے اسلام کو اپنی ہوس اقتدار کا آلہ کار بنانا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے افغانستان کے علمائے کرام کا یہ فعل اپنی تخریبی سرگرمیوں کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔ بلکہ انہیں چاہیئے کہ وہ علمائے افغانستان سے سبق حاصل کریں۔ جنہوں نے بغیر کسی سیاسی غرض کے بھارت کے مسلمانوں کے مصائب میں ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات ابھارے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے صحیح اسلامی کردار کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو باہمی اخوت و محبت کا درس دیا ہے۔ نہ کہ وطنی سیاست میں مزید الجھنیں پیدا کر کے تفریق و تشتت فتنہ و فساد کا بیج بویا ہے۔ جیسا کہ مصر کے اخوان کر رہے ہیں۔

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے اسرائیلی نمائندہ سے ہرگز معانقہ نہیں کیا

مصر کے مشہور اخبار "الاہرام" کا بیان

قاہرہ کے اہم ترین روزنامہ "الاہرام" مصر نے واشنگٹن کے اپنے نمائندہ کی مندرجہ ذیل خبر شائع کی ہے۔

"نفی ظفر اللہ خان وزیر خارجیۃ الباکستان نفیاً قاطعاً الانباء التی اذیعت فی مصر ومؤداها انه عانق مندوب اسرائیل فی اجتماع الامم المتحدہ بنیویورک

ویسط ایبان مندوب اسرائیل حقیقۃ الامر فقال بعد ان انتہیت من خطابی وضع ظفر اللہ خان یدہ علی کتفی وهذا تقلید مالوف فی الامم المتحدہ ولم نتعانق"

(۲۰ر اکتوبر ۱۹۵۲ء)

ترجمہ "جناب چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان نے ان خبروں کی قطعی اور پختہ تردید کر دی ہے۔ جو گزشتہ دنوں مصر میں شائع ہوئی تھیں۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ چودھری صاحب موصوف نے اقوام متحدہ نیویارک میں اسرائیلی نمائندہ سے معانقہ کیا تھا۔

اسی طرح مسٹر ایبان اسرائیلی نمائندہ نے بھی بتایا ہے۔ کہ چودھری صاحب نے مجھ سے ہرگز معانقہ نہیں کیا۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے ممبروں کے عام قاعدہ کے مطابق بات کرتے ہوئے میری تقریر کے بعد صرف میرے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ اقوام متحدہ کے ممبر جب وہاں پر باہم گفتگو کرتے ہیں۔ تو سب ایسا ہی کرتے ہیں۔"

امید ہے کہ اس واضح اعلان سے ان تمام غلط کار اخبار نویسوں کی پوری تردید ہو جائے گی جو بلا وجہ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح چودھری صاحب کی ان عظیم الشان خدمات کو مسلمانوں کی نظر سے اوجھل کرنا چاہتے ہیں۔ جو انہوں نے اقوام متحدہ میں عرب ممالک کی ہیں۔

خاکسار:- ابو العطاء جالندھری

ضرورت مند احباب کے لئے

Apprentice asstt Inspectors of works N.W.R.

۹ پوسٹیں خالی۔ تنخواہ ۱۰۰-۱۲۵-۲۲۵۔ گرانی و دیگر الاؤنس علاوہ۔ شرائط میٹرک اور رسیر کا یا اوا انجینئرنگ سرٹیفکیٹ ۳۰/۱۱/۵۲ کو عمر ۱۸ تا ۲۵۔ عرصہ ٹریننگ ایک سال۔ الاؤنس دوران ٹریننگ ۱۰۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں معرفت دفتر روزگار ۳۰/۱۱/۵۲ تک مجوزہ فارم قیمتی ایک روپیہ میں بنام سیکرٹری پاکستان ریلوے سروس ۸۱ علامہ اقبال روڈ

(وصول ۳۱/۱۰/۵۲)

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِر

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان کی حیثیت میں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

نبوت کمالات انسانی میں سے ایک کمال ہے

بظاہر یہ ایک عجیب بات معلوم دیتی ہے کہ وہ شخص جسے انبیاء کے سردار کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسے ایک انسان کی حیثیت میں بھی پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔ لیکن حق یہ ہے کہ باوجود نبوت کے دعوے کے کوئی شخص اس بات سے بالا نہیں ہو سکتا کہ اس کی انسانیت پر بحث کی جاسکے۔ کیونکہ نبوت کمالات انسانی میں سے ایک کمال ہے۔ جو انسانیت کے ہی کمالات کے ظہور کے لئے اس کا وجود پیدا کیا گیا ہے

میرے نزدیک یوں سمجھنا چاہیئے کہ نبوت ایک بارش ہے۔ جو فطرت انسانی کی مخفی طاقتوں کو ابھار کر باہر نکال دیتی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جس زمین پر وہ بارش خدا تعالےٰ کے انتخاب کے ماتحت نازل ہو گی۔ وہ زمین اس بارش کے اثر کو قبول کرنے کی سب سے زیادہ قابلیت رکھتی ہو گی۔ اور انسانی کمالات کو سب سے زیادہ ظاہر کرے گی

کامل نبی کامل انسان ہوتا ہے

اوپر کی بات کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام کے نزدیک انسانی فطرت گندی نہیں ہے۔ جس کی اصلاح نبوت کرتی ہے۔ بلکہ اسلام کے نزدیک فطرت انسانی ان تمام قابلیتوں کو بیج کے طور پر اپنے اندر رکھتی ہے جن کا حصول انسان کے لئے ممکن ہے۔ ہاں وہ اسی طرح بیرونی مدد کی محتاج ہے۔ جس طرح آنکھ نور کی اور زمین بارش کی۔ پس نبوت کا یہ کام نہیں کہ وہ فطرت انسانی کے بعض خواص کو کاٹے بلکہ اس کا یہ کام ہے کہ وہ تمام خواص انسانی کو صحیح طور پر ابھارے پس کامل نبی کا کامل انسان ہونا ضروری ہے۔ جب تک انسانیت کے تمام لطیف خواص کسی انسان میں صحیح طور پر نشوونما نہ پائیں۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک وہ خواص اپنے اپنے دائرہ میں کمال کو نہ پہنچ جائیں۔ وہ شخص نبی نہیں کہلا سکتا۔

خاص دائرہ میں خاص قابلیت

یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ بعض لوگ کسی خاص بات میں غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں اور دنیا ان کی لیاقت کو دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے۔ لیکن آخر کار وہ پاگل اور مجنون ہو کر رہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص دائرہ میں قابلیت کا ظہور انسانی کمال پر دلالت نہیں کرتا بلکہ صرف بعض خواص انسانی کے ایک محدود دائرہ میں حد سے زیادہ ترقی کر جانے پر دلالت کرتا ہے یہ امر بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص جس کے اندر عشق کا مادہ ایسا غالب آ گیا ہو کہ دوسرے تمام جذبات پر وہ غالب ہو گیا ہو۔ بجائے کسی انسان پر عاشق ہونے کے خدا تعالےٰ ہی کی محبت کی طرف متوجہ ہو جائے اور دنیا و مافیہا کو بھلا دے۔ مگر ایسا شخص کبھی بھی ان کمالات روحانیہ کو حاصل نہ کر سکے گا۔ جو دوسرے لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا جذبۂ محبت بگڑی ہوئی نفسی حالت کا نتیجہ ہے۔ تندرست اور صحیح نشوونما کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس شخص کی حالت بالکل اس بیج کی سی ہو گی۔ جو نہایت طاقتور زمین میں بویا جاتا ہے۔ اور اس قدر جلد نشوونما پا کر بڑا ہو جاتا ہے کہ اس کی بالیں دانوں سے محروم رہ جاتی ہیں۔ وہ بھوسہ تو بہت کچھ دیدیتا ہے۔ مگر دانہ اس سے بہت کم نکلتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو شخص تمام انسانی کمالات کو ظاہر کرنے والا ہو گا۔ اس کی نشوونما تمام خواص فطرت پر مشتمل ہو گی۔ اور ان کے اندر ایک تناسب ہو گا۔ ہر ایک خاصۂ فطرت اس نسبت سے ترقی کرے گا۔ جس نسبت سے کہ اسے ترقی کرنی چاہیئے مثلاً سزا دینے کی طاقت بھی اس کی نشوونما پائے گی اور رحم کی بھی اور عفو کی بھی اور برداشت کی بھی اور سوزِ ابنہ کی بھی۔ کہ یہ پانچوں جذبات جرائم کے متعلق فیصلہ کرتے وقت ضروری ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جذبہ بھی اپنی حد مناسب سے کم ہو جائے تو انسانیت ناقص ہو جائے گی۔ اور کمالات انسانیہ کا ظہور ناممکن رہ جائے گا۔

چونکہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ اور علم النفس کے باریک مطالعہ کے بغیر اس کا سمجھ میں آنا بغیر تفصیل کے مشکل ہے۔ اور وہ چند کالم جن میں میں نے اس مضمون کو ختم کرنا ہے اس کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے میں ایک دو مثالوں کے ذریعہ سے اس امر پر روشنی ڈال کر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں

وفاداری کا جذبہ

مثال کے طور پر میں وفاداری کے جذبہ کو لیتا ہوں۔ ہر شخص اسے پسند کرتا ہے۔ لیکن یہی جذبہ اگر بد صحبت کے متعلق استعمال ہو۔ تو کیا سخت مضر ہو سکتا ہے

شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

128

تمام دُنیا کے لئے دعوتِ حق کا منصب

ملفوظات حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ظاہر ہے۔ کہ انسان کی پاک فطرت اور پورے مظہر الٰہی ہونے کے لئے یہ بھی ایک پیمانہ ہے کہ بنی نوع کی ہمدردی کے بارہ میں اس کی ہمت ایسی عالی۔ اور اس کی خیر خواہی ایسی اتم اور اکمل ہو کہ کوئی فرد انسانی اور کوئی قوم اس کے نیک ارادوں سے باہر نہ رہ سکے۔ ایسا شخص درحقیقت خدا کا کامل مظہر۔ اور کامل خلیفہ ہوتا ہے۔ جس کی بنی نوع کے لئے ہمدردی تمام انسانی رُوحوں پر محیط ہوتی ہے۔ اور ایسی کامل ہوتی ہے۔ جو خدا کی ربوبیت اور رحیمیت کے دوش بدوش چلتی ہے۔ سو اس عظیم الشان صفت کی۔ جب ہم حضرت مسیح میں تلاش کرتے ہیں۔ تو چاروں انجیلوں کی تمام ورق گردانی کرکے صرف ہمیں یہ آیت ملتی ہے۔ کہ میں بجز بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۲۴/۱۵) لیکن قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام نوع انسان کی اصلاح کے لئے اپنے تئیں پیش کیا ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ یعنی کہہ دے کہ میں تمام انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور ہم نے تمام عالموں کے لئے تجھے ایک رحمت مجسم بنا کر بھیجا ہے۔ اب دیکھو۔ کہ دعوت کے امر میں محمدی ہمت نے زمین کا کوئی ایسا کنارا چھوڑنا نہیں چاہا۔ جس میں کوئی فرقہ انسانوں کا موجود ہو۔ بلکہ تمام انس و جن کو ہدایت کے لئے بلایا ہے اور کسی سے بخل نہیں کیا۔" ص ۹۷ و ۹۸۔ ریویو جلد اول)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں صفت رحمت عامہ موجود تھی۔ اور وہ تمام لیاقتیں آپ کے نفس نفیس میں جمع تھیں۔ جو دُنیا کی تمام مختلف قوموں کو دعوتِ حق کرنے کے لئے ایک کامل مصلح میں ہونی چاہئیں۔ مگر حضرت مسیح کی فطرت میں نہ رحمت عامہ تھی اور نہ باقی یہ تمام صفات موجود تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کی ہمت اپنی قوم کے پیش نظر کفار سے۔ یعنی یہود سے آگے نہ بڑھی۔ کیونکہ ان کی فطرت میں آگے بڑھنے کے قوے موجود نہ تھے ناچار انہوں نے ایک تھوڑے سے اور مختصر کام پر ہی اپنی نبوت کو ختم کر دیا۔ اور صاف اقرار کر دیا۔ کہ میں صرف یعقوب کی اولاد۔ اور اپنے جدی لوگوں کے لئے پیغام دعوت لے کر آیا ہوں۔ اور دنیا کی قوموں سے مجھے کچھ کام نہیں۔ لیکن محمدی ہمت۔ اور فطرت چونکہ تمام انسانی روحوں سے ہمدردی کا تعلق رکھتی تھی۔ اور آنجناب کی وہ روح تھی۔ جس سے تمام روحیں فیضیاب ہونے کے لئے پیدا کی گئی تھیں۔ لہٰذا اس عالی ہمت نے اس پر اکتفا نہ کیا۔ کہ وہ صرف قریش تک ہی اپنی رسالت کو محدود رکھتے۔ یا محض عرب تک ہی اپنی دعوت کا انحصار کر لیتے۔ بلکہ تمام نوعِ انسان کو دین اسلام کی طرف بلایا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ اس پاک اور کامل فطرت کو یہ جوش دیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک جو زمین پر رہنے والا ہے۔ خواہ نوعِ انسان میں سے ہے یا نوع جن میں سے۔ وہ اس کے فیض عام سے فائدہ اٹھائے۔ سچ تو یہ ہے کہ زمین کے تمام کناروں تک عام ہمدردی کا خیال دل میں بھر جانا اور عام قومیں جو دوسری قوموں سے بکلی منقطع ہو کر اور علیحدہ علیحدہ مذہبوں اور ناموں سے مخصوص ہو کر اپنی اپنی جگہ پر مستقل ہو چکی تھیں۔ سب کی اصلاح کا فکر کرنا اور سب کو نیکی اور ہدایت کی طرف بلانا اس قسم کی دعوتِ عامہ کا منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔" (صفحہ ۱۰۲ ریویو جلد اول)

اور ہوتا ہے۔ دو شخص ایک جرم میں شریک ہوتے ہیں ایک کی ضمیر ایک وقت ہی اسے ملامت کرنے لگتی ہے لیکن اس کی وفاداری کی روح جو دوسرے نیک و بد کی طاقت سے بڑھی ہوئی تھی۔ اسکی اس اندرونی آواز کو خاموش کرا دیتی ہے۔ اور اس کے کان میں کہہ دیتی ہے۔ کہ بے وفا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب مجھے اپنے دوست کا ساتھ دینا چاہیئے۔

اولاد کی محبت کا جذبہ

یا مثلاً اولاد کی محبت ایک اچھا جذبہ ہے۔ اور بقائے عالم کے زبردست اسباب میں سے ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کے اندر یہی جذبہ ترقی کر جائے۔ اور باقی جذبات کو دبا دے۔ تو یہی ایک گناہ بن جاتا ہے۔ اور اولاد کو بھی گناہ کا عادی بنا دیتا ہے۔ غرض کسی ایک یا بعض خواص فطرت انسانی کا کمال حقیقی کمال نہیں ہوتا۔ بلکہ بالکل ممکن ہے۔ کہ بعض حالتوں میں وہ ایک خطرناک نقص کی صورت بن جائے۔ اور نہ ایسا کمال بنی نوع انسان کے لئے نمونہ بن سکتا ہے۔ کیونکہ نمونہ وہی بن سکتا ہے۔ جو طبعی ترقی کا مظہر ہو۔ غیر طبعی ترقی دوسروں کے لئے نمونہ نہیں بن سکتی۔ کیونکہ اس کا حاصل کرنا دوسروں کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ اور نمونہ کے لئے شرط ہے۔ کہ اس کی نقل کرنا ہماری طاقت میں ہو۔

رسول کریمؐ کا رتبہ بحیثیت انسان

اس تمہید کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اس امر کے متعلق اپنی تحقیق کو پیش کرتا ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت انسان کے کیا رتبہ رکھتے تھے۔

انسانی تقاضے نبوت کے منافی نہیں

جو کچھ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ (۱) نبوت کمالات انسانیہ کے صحیح ظہور کا نمونہ پیش کرنے کے لئے آتی ہے۔ (۲) پس کامل نبی کے لئے کامل انسان ہونا ضروری ہے۔ (۳) اگر کوئی شخص بعض خواص انسانی کو ان کی انتہائی صورت میں دکھاتا ہے۔ تو یہ اس کے کامل انسان ہونے کی علامت نہیں۔ بلکہ بسا اوقات یہ امر اس کے نظام عصبی کی ظاہری یا مخفی خرابی کی علامت ہو سکتا ہے۔ ان امور کو سمجھ لینے کے بعد یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جو لوگ انسانی تقاضوں کے پورا کرنے کو نبوت کے منافی سمجھتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ حق یہ ہے۔ کہ نبوت ایک ذہنی کیفیت ہے۔ اور انسانی تقاضوں کا صحیح اور مناسب طور پر پورا کرنا اس کیفیت کا عملی ظہور ہے۔ جس کے بغیر نمونہ کامل نہیں ہو سکتا۔ نبی ہماری فطرت کو بدلنے کے لئے نہیں آتا۔ بلکہ فطرت کے تقاضوں کو صحیح اور مناسب طور پر پورا کرنے کے لئے ہمیں عملی سبق دینے کے لئے آتا ہے۔ پس فطرت کے تقاضوں کا کلی ترک اگر بعض دوسرے شخصوں کے لئے جائز بھی ہو سکتا ہے۔ تو نبی کے لئے نہیں۔ کیونکہ وہ نمونہ ہے امت کے لئے۔ اور جسقدر تقاضوں کو وہ ترک کرتا ہے۔ اسی قدر وہ اپنے نمونہ کو نامکمل کر دیتا ہے۔

انسانوں کے لئے کامل نمونہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس روشنی میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپؐ جس طرح کامل نبی تھے۔ کامل انسان بھی تھے۔ اور آپ کے اہم کاموں نے آپ کو انسانی جذبات سے غافل نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ ان کے ساتھ ہی ساتھ آپ انسانی تقاضوں کو بھی ایسے رنگ میں پورا کر رہے تھے۔ کہ تمام انسانوں کے لئے ایک کامل نمونہ قائم ہو رہا تھا۔

اچھا کھانا

فطرت انسانی کے کمالات سے ناواقف لوگوں میں یہ عام خیال ہے۔ کہ اچھا کھانا ایک حیوانی فعل ہے۔ اور اعلیٰ روحانی مقامات کے منافی۔ لیکن وہ فطرت انسانی جسے خدا نے پیدا کیا ہے۔ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ کھانوں کا انسانی اخلاق سے ایک گہرا تعلق ہے اور مختلف کھانے اپنے نباتی احساسات کو انسانی جسم میں جا کر اخلاقی میلانوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کھانے میں میانہ روی کی تو بے شک تعلیم دیتے تھے۔ لیکن عمدہ کھانے سے آپ نے کبھی نہیں روکا۔ بلکہ جب کبھی کسی نے عمدہ کھانا دعوت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اسے استعمال فرمایا۔ ہاں یہ شرط لگا دی کہ کھانے کے متعلق ان امور کو مد نظر رکھو۔ (۱) ایسی طرح کھانے کی چیزوں کو ضائع نہ کرو۔ کہ غربا کو تکلیف ہو۔ (۲) جس وقت ملک میں قحط ہو۔ اور لوگ تکلیف میں ہوں۔ غذا سادہ کر دو۔ تاکہ تمہارے بہت سے کھانوں میں غربا کا ایک کھانا بھی ضائع نہ ہو جائے۔ (۳) سوائے حقیقی ضرورت کے کھانوں کا ذخیرہ جمع نہ کرو۔ تا غربا اپنے حصہ سے محروم نہ رہ جائیں۔

خوش طبعی

انسانی تقاضوں میں سے ایک تقاضہ خوش طبعی بھی ہے۔ ہنسی انسان کے طبعی جذبات میں سے ہے۔ ایک اچھا انسان جو اپنے ہم جنسوں کے لئے وبال جان نہ بننا چاہتا ہو۔ اس کے لئے خوش مذاق ہونا بھی شرط ہے۔ لیکن دنیا کو یہ ایک وہم ہے۔ کہ جو شخص خدا رسیدہ ہو۔ اس کے لئے نہایت سنجیدہ مزاج اور خاموش رہنے والا ہونا ضروری ہے۔ مسکراہٹ اس کے درجہ کو گراتی ہے۔ اور ہنسی اس کے تقویٰ کو برباد کر دیتی ہے۔ لیکن انسانیت پر غور کرنے والا انسان جانتا ہے کہ ہنسی اور خوش طبعی کو انسانی تمدن سے خارج کر کے وہ ایک ایسا ڈھانچ رہ جاتا ہے۔ جو تمام خوشنمائیوں سے معرا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود اپنی تمام سنجیدگیوں کے اور عارضی خوشیوں سے بالا ہونے کے اور باوجود اپنے اس عظیم الشان دعویٰ کے جو ان کے درجہ کو معمولی انسان سے غیر محدود طور پر اونچا کر دیتا تھا۔ اس طبعی درجہ کو دبانے کی کبھی کوشش نہ کرتے تھے۔ آپؐ کے درجہ کی بلندی اور رفعت میں سے پھوٹ پھوٹ کر خوش طبعی کا انسانی جذبہ ایسے خوشنما طور پر نکل رہا تھا۔ کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی۔ وہ جو ایک تند اور سخت مزاج حاکم کو دیکھنے کی امید رکھتا تھا۔ ایک خوش مذاق اور مسکراتے ہوئے چہرہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا تھا۔ مجلس اصحاب میں بیٹھے جہاں اعلیٰ تعلیمات کا درس دیا جاتا تھا۔ لوگوں کی کوفت کو دور کرنے اور ملال کو کم کرنے کے لئے لطائف بھی بیان ہوتے چلے جاتے تھے۔ کبھی اپنے اصحابؓ سے پاکیزہ ہنسی بھی ہوتی جاتی تھی۔ بچے آ جاتے تو ان کو بہلانے کے لئے کوئی چڑیا چڑے کا قصہ بھی بیان ہو جاتا تھا۔ کبھی بچہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے منہ پر پانی کا باریک چھینٹا دیا جاتا۔ تو اہل خانہ کی دلجوئی کے لئے عرب کی مروجہ کہانیوں میں سے کوئی کہانی بھی سنادی جاتی تھی۔ مگر ہاں ان سب امور کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ کہ (۱) ہنسی اس رنگ میں نہ کرو کہ دوسرے کی تحقیر یا دل شکنی ہو۔ (۲) ہنسی کو پیشہ یا عادت نہ بناؤ۔ اور اس غرض سے ہنسی نہ کرو۔ کہ لوگ ہنسیں۔ بلکہ جس وقت طبیعت خود بخود اپنے آپ کو پر کیف رنگ میں ظاہر کرنا چاہے۔ اسے ایسا کرنے دو۔ (۳) ہنسی اور مذاق میں جھوٹ نہ ہو۔ بلکہ صداقت کا پہلو محفوظ ہو تا ادنیٰ طبعی جذبات کے ظہور کے وقت اعلیٰ طبعی جذبات کا خون نہ ہوتا چلا جائے۔

صفائی پسندی

انسانی تقاضوں میں سے ایک تقاضا صفائی پسندی کا ہے۔ جسم کو صاف رکھنا منہ کو صاف رکھنا۔ کپڑوں کو صاف رکھنا اور ایسی اشیاء کا استعمال کرنا جو ناک کی قوت کو صدمہ نہ پہنچانے والی ہوں۔ بلکہ اس کے لئے موجب راحت ہوں۔ اس تقاضا کو بھی لوگوں نے غلطی سے تقویٰ اور نیکی کی اعلیٰ اصول پر چلنے والوں کے طریق کے خلاف سمجھا ہے۔ اور ایک ایسی راہ اختیار کر لی ہے۔ کہ یا تو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ طیب اشیاء فضول جانیں یا خدا کے بندے جو ان طیب اشیاء کو استعمال کریں۔ گنہگار ٹھیریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بناوٹی نیکی اور جھوٹے تقویٰ کی چادر کو بھی چاک کر دیا اور حکم دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے۔ اور پاک رہنے کو پسند کرتا ہے۔ آپؐ جہاں رہتے۔ اکثر غسل فرماتے۔ کئی امور کے ساتھ غسل کو آپؐ نے واجب قرار دے دیا۔ چونکہ انسان اپنے گھر کے اشغال کی وجہ سے صفائی میں سستی کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے میاں بیوی کے تعلقات کے ساتھ غسل کو واجب قرار دیا۔ پانچوں نمازوں سے پہلے آپ ان اعضاء کو دھوتے۔ جو عام طور پر گرد و غبار کا محل بنتے رہتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اس امر پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتے۔ کپڑوں کی صفائی کو آپؐ پسند فرماتے جمعہ کے دن دھلے ہوئے کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیتے

کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصطفیٰ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم اے مرے پیارے احمدؐ — تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ — اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے — اپنا ہر ذرہ تری رہ میں اڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات — لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا مجھکو قسم ہے تری یکتائی کی — آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش — جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا — نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۵ و ۲۲۶)

اور خوشبو کو خود بھی پسند فرماتے۔ اور اجتماع کے مواقع کے لئے خوشبو کا لگانا پسند فرماتے ہیں۔ جہاں اجتماع ہوتا ہو۔ چونکہ مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ متعدی بیماریوں کے اثرات کے پھیلنے کا خطرہ ہوتا۔ آپ وہاں خوشبودار مصالحہ جات لگا کر اور ان جگہوں کو صاف رکھنے کا حکم دیتے۔ بدبودار اشیا سے پرہیز فرماتے۔ اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے۔ کہ بدبودار اشیا۔ . .

. . . .

. . . . . کھا کر اجتماع کی جگہوں میں آئیں۔ غرض جسم کی صفائی۔ لباس کی پاکیزگی اور ناک کے احساس کا آپ پورا خیال رکھتے۔ اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیتے۔ ہاں یہ ضرور فرماتے کہ جسم کی صفائی میں اس قدر منہمک نہ ہو جاؤ کہ روح کی صفائی کا خیال ہی نہ رہے۔ اور لباس کی پاکیزگی کا اس قدر خیال نہ رکھو کہ ملک و ملت کی خدمت سے محروم ہو جاؤ۔ اور غریب لوگوں کی صحبت سے احتراز کرنے لگو۔ اور کھانے میں اس قدر احتیاط نہ کرو۔ کہ ضروری غذائیں ترک ہو جائیں ہاں یہ خیال رکھو کہ اہل مجلس کو تکلیف نہ ہو۔ تاکہ اچھے شہری بنو۔ اور لوگ تمہاری صحبت کو ناگوار نہ سمجھیں۔ بلکہ اسے پسند کریں۔ اور اس کی جستجو کریں۔ لوگوں نے کہا کہ صفائی اور خوشبو سے بچو۔ کہ وہ جسم کو پاک مگر دل کو ناپاک کرتی ہے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ حبیب الی الطیب اور ان اللہ یحب المتطہرین مجھے خوشبو کی محبت بخشی گئی ہے۔ اور یہ کہ خدا تعالےٰ ظاہری اور باطنی صفائی رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مرد و عورت کا تعلق

عورت و مرد کا تعلق بھی ایک ایسا طبعی تقاضا ہے کہ دنیا کا تمدن اس پر مبنی ہے۔ اور وہ گویا دنیا کی ترقی کے لئے بمنزلہ بنیاد کے ہے مگر عجیب بات ہے کہ دنیا کے ایک کثیر حصہ نے اسے بھی روحانیت کے خلاف سمجھ رکھا ہے۔ وہ عورت جو نسل انسانی کے چلانے کی ذمہ دار ہے۔ جس کے بغیر انسان ایک کٹا ہوا جسم معلوم ہوتا ہے جو کسی کام کا نہیں۔ جو مرد کے لئے بطور لباس کے ہے۔ اور جس کے لئے مرد بطور لباس کے ہے۔ اس عورت کو ہاں اس عورت کو ایک ناپاک شے قرار دیا جاتا تھا۔ اور خدا رسیدہ انسان کے لئے اس سے اجتناب سمجھا جاتا تھا۔ اور اس طرح گویا پاکیزگی کو انسانیت کے مخالف قرار دے کر خود پاکیزگی کے درخت پر ہی تبر رکھا جاتا تھا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ انسان ہی حقیقی پاکیزگی کا برتن ہے۔ اور برتن کے بغیر لطیف اشیاء محفوظ رہ ہی نہیں سکتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو پا کر انسان کو نہیں بھلایا۔ آپ نے شادیاں کیں۔ اور اپنے ملک کے فائدہ اور مسلمانوں کے فائدہ اور بعض دفعہ خود بیویوں کے فائدہ کے لئے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ اور نہ صرف شادیاں کیں۔ بلکہ جذبات محبت سے اپنی بیویوں کو محروم نہیں کیا۔ اور ان سے اس طرح معاملہ کیا۔ کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ گویا آپ اسی کے ہیں۔ آپ خدا کے تھے۔ اور خدا آپ کا تھا۔ مگر آپ نے کبھی یہ ظاہر نہیں کیا کہ گویا خدا تعالےٰ نے آپ کو دنیا سے نرالا پا کر چن لیا بلکہ آپ نے بتایا کہ خدا تعالےٰ بہتر انسان کو اپنے لئے چنتا ہے۔ چونکہ آپ بہتر انسان بن گئے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو اختیار کر لیا۔

بیوی کی محبت خدا کی رحمت ہے

دنیا نے کہا کہ تم اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھوڑ دو اہلی تعلقات کی بنیاد کو اکھاڑ کر پھینک دو۔ تب تم خدا سے ملو گے۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم نے کہا۔ نہیں بلکہ تم اپنے اہل ہی کے ذریعہ سے خدا سے مل سکتے ہو۔ دنیا کا ہر ایک ذرہ خدا کی پیدائش ہے۔ اور ہر ایک ذرہ تم کو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور جس چیز کو اس نے جس قدر خوبصورت بنایا ہے اسی قدر واضح طور پر وہ خدا تعالیٰ کے راستہ کے لئے دلیل ہے۔ عورت خدا تعالیٰ کی اعلیٰ مخلوقات میں سے عورتیں بھی ہیں۔ اسی وجہ سے حبب الیّ من دنیاکم النساء مجھے دنیوی چیزوں میں سے بیویوں کی محبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور تحفہ کے ملی ہے۔ اور خیرکم خیرکم لاھلیکم تم میں سے بہتر لوگ وہی ہو سکتے ہیں۔ جو اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ نیک سلوک کریں۔ اور ان کے احساسات کا خیال رکھیں۔ کیا ہی عجیب فرق ہے۔ دنیا نے کہا۔ کہ خدا نے عورت کو ایک خوبصورت سانپ بنا کر پیدا کیا ہے اور انسان کو ہوشیار کیا ہے۔ کہ اس کی خوبصورتی کی طرف نہ دیکھے بلکہ اس کے زہر سے بچے۔ محمد رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیویوں سے محبت کروں اور جو رحمتیں اس نے مجھ پر کی ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت یہ ہے کہ میرے دل میں اپنی بیویوں کی محبت پیدا کر دی گئی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عورتوں سے دور بھاگو۔ اور ان کے فریبوں سے بچو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے محبت کرو۔ اور ان سے محبت کر کے خدا تک پہنچو۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت بنائی ہے۔ اسی طرح بیوی کی دعا کو بھی اپنے قرب کا ذریعہ بنایا ہے۔ پس ان کے دل کو خوش کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے خوش ہو گا۔

بیویوں کے احساسات کا خیال رکھو

آپ عملاً اس حکم پر عمل کرتے۔ اپنی بیویوں کے سب احساسات کا خیال رکھتے۔ گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ ان سے پیار کرتے ان کی دلدہی کے لئے باریک در باریک راہیں تلاش کرتے۔ ایک بیوی نے ایک گلاس سے پانی پیا۔ تو اسی جگہ پر منہ رکھ کر خود پانی پی لیا۔ ایک بیوی کو جو یہود میں سے تھی۔ دوسری نے غصہ میں یہود کہہ دیا۔ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں کہتیں۔ کہ میں یہودن نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے نبیوں کی اولاد ہوں۔ اگر کوئی بیمار ہوتی۔ تو آپ اس کی بیماری کو اپنی بیماری سمجھتے۔ اور اس سے بھی زیادہ اس کے درد کو محسوس کرتے۔ ان کے جذبات کا خیال رکھتے۔ اور انہیں اپنے عزیزوں سے جدا نہ کرتے۔ بلکہ تعلق بڑھانے میں مدد کرتے۔ اپنی ایک بیوی ام حبیبہؓ کے گھر میں آپ داخل ہوئے۔ وہ اپنے بھائی معاویہؓ کو جو بعد میں بادشاہ اسلام ہوئے پیار کر رہی تھیں۔ آپ نے اس امر کو ناپسند نہیں فرمایا۔ بلکہ محبت کی نگاہوں سے دیکھا۔ اور بہن بھائی کی محبت کو طبعی تقاضوں کا ایک خوبصورت جلوہ تصور فرماتے ہوئے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا ام حبیبہؓ کیا معاویہ تمہیں پیارا ہے۔ ام حبیبہؓ نے جواب دیا۔ ہاں۔ فرمایا اگر یہ تمہیں پیارا ہے۔ تو مجھے بھی پیارا ہے۔ بیوی کا دل اس جواب کو سن کر کس قدر خوشی سے اچھلا ہو گا کہ میرے رشتہ داروں کو یہ غیریت کی نگاہ سے نہیں بلکہ میری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مجھ سے اس قدر محبت رکھتے ہیں۔ کہ جو مجھے جس قدر پیارا ہو۔ اسی قدر ان کو بھی پیارا ہوتا ہے۔ گویا وہی نظارا ہے کہ ع

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

مگر باوجود انسانیت کے اس کامل اور اتم نظارہ کے محمد صلعم کلی طور پر اور سر سے پا تک اپنے خدا کے تھے۔ اور اپنی بیویوں کو بھی اسی کا اور خالص اسی کا بنانا چاہتے تھے۔

بقائے نسل کا جذبہ

انسانی فطرت بقائے نسل کے جذبے سے نہایت ہی گہرے طور پر رنگین ہے۔ جونہی ایک عورت کامل جوان ہوتی ہے۔ اولاد کی خواہش خواہ الفاظ میں پیدا نہ ہو۔ مگر تاثیرات کے ذریعہ سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔ صحیح القویٰ مرد خواہ کس قدر ہی آزاد کیوں نہ ہو اپنی علیحدگی کی گھڑیوں میں اس کی طرف ایک زبردست رغبت پاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ خدا رسیدوں کو اولاد سے کیا تعلق۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اگر اولاد سے ان کو تعلق نہیں تو اولاد کی تربیت جو نسل انسانی کا ایک اہم ترین فرض ہے۔ اس میں دنیا کا راہ نما کون ہو۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اولاد ہوئی۔ اور آپ نے اس اولاد پر فخر کیا۔ اس کی محبت کو چھپایا نہیں۔ اسے خدا کی ایک رحمت قرار دیا۔ اولاد سے بے تعلقی کا اظہار نہیں کیا۔ اس کی طرف توجہ کی۔ اور اس کی تربیت کا خیال رکھا۔ اس سے بے اعتنائی نہیں ظاہر کی۔ بلکہ اس سے محبت کرنے کو خدا تعالےٰ کے مقدس فرائض میں سے قرار دیا۔ جب وہ ناسمجھ تھی۔ اس کی پرورش کی۔ جب وہ چھوٹی تھی۔ اس کی تربیت کی۔ جب وہ بڑی ہوئی اسے تعلیم دلائی۔ اور جب وہ اپنے گھر بار کی مالک ہوئی۔ اس کا ادب کیا۔ اور اپنی محبت کا مقر اسے بنایا۔ ایک دفعہ آپ کا ایک نواسہ بیمار ہوا۔ اس کے دیکھنے کے لئے آپ کی صاحبزادی نے آپ کو بلایا۔ اس کی حالت اس وقت سخت تکلیف کی تھی۔ اور زندگی کی آخری گھڑیوں کو نہایت اضطراب اور دکھ کے ساتھ وہ طے کر رہا تھا۔ آپ نے اسے ہاتھوں میں لیا۔ اور اس کے اضطراب کو دیکھا۔ آنکھیں فرط محبت۔ اور وفور رحمت سے پرنم ہو گئیں۔ ایک شخص جو اس حقیقت سے ناواقف تھا۔ کہ نبی کے لئے یہی ضروری نہیں کہ ہمیں خدا کی یہ باتیں سکھائے۔ بلکہ اس کا یہ بھی کام ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے کامل نمونہ ہو انسانیت کا مکمل نقشہ ہو انسانیت کا اس امر کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور بے اختیار ہو کر بولا۔ یا رسول اللہ آپ تو ہمیں صبر کا سبق دیتے ہیں۔ اور آج خود آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا تمہارا دل شاید رحم سے خالی ہو گا۔ مجھے تو اللہ تعالےٰ نے رحم دل بنایا ہے۔ کیا لطیف سبق ایک ہی فقرہ میں دے دیا۔ کہ اولاد کی محبت اور ان کی تکلیف کا احساس تو انسانیت کے اعلےٰ جذبات میں سے ہے۔ خدا کا نبی ان جذبات سے خالی کیونکر ہو سکتا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے اس میں بھی نمونہ ہے۔ جس طرح اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق میں نمونہ ہے۔

اولاد کی تکریم

آپ کی اولاد میں سے آخری عمر میں صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہ گئی تھیں۔ جب کبھی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ آپ کھڑے ہو جاتے بوسہ دیتے اور اپنے پاس بٹھا لیتے۔ آپ کی اولاد کھیلتی ہوئی پاس آ جاتی۔ تو گود میں اٹھا لیتے پیار کرتے۔ اور ان کی عمر کے مطابق نصیحت کرتے۔ اور اخلاق کا کوئی عمدہ سبق دیتے۔ غرض آپ نے اس جذبۂ انسانیت میں بھی ایک اعلےٰ نمونہ ہمارے لئے قائم کیا ہے۔ ہاں اولاد کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ یہ تعلیم بھی دیتے تھے۔ اور اس پر عمل بھی کرتے تھے کہ اولاد کی محبت انسان کو اس کے ان فرائض سے غافل نہ کر دے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس پر عائد ہیں۔ اور نہ خود اولاد کی اصل ذمہ داری کو جو اعلےٰ پرورش اعلےٰ تربیت اور اعلےٰ تعلیم اور اعلےٰ راہنمائی پر مشتمل ہے اس کی نظروں سے اوجھل کر دے۔

صحت کی درستی اور ورزش کا خیال

انسانی روح اور جسم کا ایسا جوڑ ہے کہ ایک کی خرابی دوسرے پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر میں بھی ہمارے لئے ایک عمدہ مثال قائم کی ہے۔ اور نیکی اور تقوے کو صحت کی تندرستی اور ورزش کا خیال رکھنے کے خلاف نہیں قرار دیا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپ اکثر شہر سے باہر باغات میں جا کر بیٹھتے تھے۔ گھوڑے کی سواری کرتے تھے۔ اپنے صحابہ کو کھیلوں وغیرہ میں مشغول دیکھ کر بجائے ان پر ناراضگی کا اظہار کرنے کے ان کی ہمت بڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے احباب کو تیر اندازی کا مقابلہ کرتے دیکھا۔ تو خود بھی اس مقابلہ میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ مرد تو مرد رہے۔ آپ عورتوں کو بھی ورزش کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔

چنانچہ کئی دفعہ آپؐ اپنی بیویوں کے ساتھ مقابلہ پر دوڑے۔ اور اس طرح عملاً عورتوں اور مردوں کو ورزش جسمانی کی تحریک کی۔ ہاں آپؐ اس امر کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ کہ انسان کھیل ہی کی طرف راغب نہ ہو جائے۔ اور اس امر کی تعلیم دیتے تھے۔ کہ ورزش مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہونا چاہیئے نہ کہ خود مقصد۔

دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ

غرض انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اعلیٰ نمونہ دکھا کر اور بے نظیر مثال قائم کر کے اس امر کو ثابت کر دیا۔ کہ آپ کی زندگی دنیا کے لئے ایک اسوۂ حسنہ تھی۔ کیونکہ اگر آپ صرف خدا تعالیٰ کی عبادت یا اعلیٰ فلسفیانہ تعلیمات کی اشاعت کی طرف متوجہ ہوتے۔ تو ہر ایک سمجھدار انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک غیر معمولی دل و دماغ کے انسان تھے۔ اور ان جذبات سے عاری تھے۔ جو عام انسان کے دل میں موجزن رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے باوجود اپنے اعلیٰ تقوےٰ کے وہ بنی نوع انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتے۔ لیکن آپؐ کی ساری زندگی اس شبہ کا ازالہ کرتی ہے۔ آپ ہماری ہی طرح کے جذبات رکھتے تھے۔ اور ہماری ہی طرح کی ذمہ داریاں۔ اور پھر آپؐ ان ذمہ داریوں سے بزدلانہ طور پر آنکھیں نہیں بند کر لیتے تھے۔ بلکہ آپؐ ان ذمہ داریوں کی اہمیت کو محسوس کرتے تھے۔ اور ان کے ادا کرنے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھاتے تھے۔ کہ ہر ایک انسان محسوس کرتا تھا اور کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ کہ اس نمونہ کی تقلید سے وہ کسی عذر اور بہانے سے بچ نہیں سکتا۔ یہاں ایک ایسا شخص ہے۔ جو اسی کی طرح کے جذبات اور اسی کی طرح کے احساسات لیکر پیدا ہوا ہے۔ اور اپنے جذبات اور احساسات کو کچلتا نہیں بلکہ انہیں ایک بہادر آدمی کی طرح پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک ایسا انسان ہے۔ جس کے راستہ میں وہ سب مشکلات ہیں۔ جو دوسرے انسانوں کے راستہ میں حائل ہوتی ہیں۔ اور وہ ان سب مشکلات کو دور کرتا ہوا اپنا بوجھ خود اٹھائے ہوئے تقویٰ اور طہارت کے اس پل پر سے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ نڈر اور بے خوف گذر جاتا ہے۔ اور ایک ذرا سی کیا ایک خفیف سی آنچ بھی اسے نہیں آتی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا قدم نہیں لڑکھڑاتا۔ پس جب وہ انسان ہمارے جیسا انسان اس کام کو جسے لوگ ناممکن خیال کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ اس خوبی سے سرانجام دے سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کام کو نہ کر سکیں۔

رسول کریمؐ کی انسانیت کیطرف کلام الٰہی میں اشارہ

خدا تعالیٰ نے کس لطیف پیرایہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انسانیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب وہ فرماتا ہے۔ کہ اکان للناس عجبا ان اوحینا الیٰ رجل منھم ان انذر الناس وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم (یونس ع ۱) کیا لوگوں کو اس پر تعجب آتا ہے۔ کہ ہم نے انہی میں کے ایک شخص پر یہ کہتے ہوئے وحی نازل کی۔ کہ لوگوں کو ہوشیار کر۔ اور ان لوگوں کو جو مان لیں خوشخبری دے۔ کہ ان کے رب کے حضور میں انہیں ایک ہمیشہ قائم رہنے والا درجہ حاصل ہے۔ محمد رسول اللہؐ ہم میں سے ایک انسان ہے۔ اسی لئے اس کے نقش قدم پر چلنے میں ہمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ جو امر اس کے لئے ممکن ہے۔ وہ دوسرے انسانوں کے لئے بھی ممکن ہے۔ وہ ایسا نبی نہیں جو انسانیت کو نظر انداز کر کے اپنے مقام کو حاصل کرتا ہے۔ بلکہ ایسا نبی ہے جو انسانیت کو کامل کرتے ہوئے اور اس کے دروازہ میں سے گذرتے ہوئے نبی بنتا ہے۔ اس کا ایک ہاتھ خدا کی طرف ہے جو اس کا پیدا کرنے والا اور اسے ترقیات عطا فرمانے والا ہے۔ اور وہ اسکی برکتوں اور اس کے فضلوں کو مانگتا ہے۔ اور دوسرا ہاتھ اپنے ہمجنسوں اور بھائیوں کی طرف ہے جنہیں وہ کھینچ کر اور اپنے پیچھے پیچھے چلا کر خدا تعالیٰ کی جنت میں داخل ہونے کا وعدہ دے رہا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ وہ کان قاب قوسین او ادنیٰ کا مظہر ہے۔ خدا کی لاکھوں کروڑوں برکتیں نازل ہوں تجھ پر اے کامل انسان جس نے ہمیں کشمکش و پیچ کی زندگی سے نجات دلا کر اس یقین پر قائم کر دیا۔ کہ انسانیت تقویٰ کے خلاف نہیں۔ بلکہ وہ تقویٰ کے حصول کا ایک ذریعہ اور خدا تعالیٰ کے وصال کا ایک موجب ہے۔ تیرا درجہ بلند ہو۔ کہ تو جس قدر خدا کے قریب ہوا۔ اسی قدر ہمارے نزدیک ہوا۔ یقیناً تو ہمارا ہے۔ اور ہم تیرے ہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

(الفضل مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۲۹ء)

مرحومین کا جنازہ غائب

۲۹ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ میں نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیل کے مرحومین کا جنازہ پڑھایا

۱۔ میر عطاء اللہ خاں صاحب مالک فرحت گاہ ہوٹل کراچی

۲۔ ناصرہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ غلام احمد صاحب طالب ابراہیمی

۳۔ والدہ صاحبہ حاجی جنود اللہ صاحب ڈینٹل سرجن۔ سرگودہا۔

۴۔ آمنہ بی بی صاحبہ اہلیہ ملک عبد الحفیظ صاحب مسمبڑیال۔ سیالکوٹ

۵۔ سید جلال الدین صاحب ولد سید صمصام الدین احمد صاحب کوسمبی۔ اڑیسہ

۶۔ میاں امام صاحب احمد نگر

۷۔ اعجاز احمد صاحب پسر مرزا محمود بیگ صاحب۔ شاہ پور صدر۔ ضلع سرگودہا

السّابقون الاوّلون کا پہلا غیر معمولی دَور اور پاکستان و بیرونی ممالک کی جماعتیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) "اب یہ دَور ختم ہونے والا ہے۔ یہ غیر معمولی دَور ہے۔ اگرچہ ہم بعد میں بھی چندے دیں گے لیکن یہاں وہ دَور ختم ہو جاتا ہے"

(۲) "جس کی وجہ سے ہم السّابقون الاوّلون اور دفتر اول والے کہلاتے تھے۔ یہاں ایک مرحلہ ختم ہو جاتا ہے"

(۳) "اس لئے میری تجویز ہے۔ کہ انیس سال کے خاتمہ پر ان لوگوں کی قربانیوں کا ریکارڈ رکھنے کے لئے ایک رسالہ شائع کر دیا جائے۔ اور اس میں ان سب لوگوں کے نام لکھے جائیں جنہوں نے اشاعت اسلام میں مدد دی۔ اور پھر وہ رقم بتائی جائے۔ جو انہوں نے اس تحریک کے ماتحت اشاعت اسلام کے لئے دی۔ تا لوگوں کے لئے ایک مثال قائم ہو جائے"

(۴) "ان سب السّابقون الاوّلون کے نام چھپوا کر لائبریریوں میں رکھے جائیں"

(۵) "جماعتوں کے اندر پھیلائے جائیں"

(۶) "خود ان کے پاس بطور ریکارڈ بھیجے جائیں جو اپنی زندگی میں بطور یادگار اپنے پاس رکھیں اور اپنے بعد اپنی نسلوں کے لئے یادگار کے طور پر چھوڑ جائیں"

(۷) "یاد رکھو! "تحریک جدید" وہ قدیم تحریک ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کی گئی تھی"

(۸) "تحریک جدید کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اسلام کے نام کو روشن کیا جائے۔ اور قرآن کریم کے پیغام کو دنیا تک پہنچایا جائے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے "تحریک جدید" کے ماتحت بیرونی دنیا میں مبلغ بھیجے گئے۔ "تحریک جدید" کے اجراء کے بعد میرے خیال میں یہ مبلغ ساٹھ کے قریب ہو گئے"۔

(۹) "چونکہ "تحریک جدید" میں چندہ دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "پانچ ہزاری والی پیشگوئی" کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس لئے ان کی قربانی کی یادگار قائم کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا جائے گا"

(۱۰) "اس چندہ میں حصہ لینے والوں کے متعلق میرا ارادہ ہے۔ کہ ان کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ان کی فہرستیں بنائی جائیں"

"ایک وہ جنہوں نے دس سال تک اور اب یہ فیصلہ انیس سال تک کا ہوا، قاعدہ کے مطابق دیا۔ دوسرے وہ جنہوں نے انیس سال تک ہر سال پہلے سال سے بڑھ کر چندہ دیا"

"دورِ اول کے السّابقون الاوّلون" کی انیس سالہ یہ فہرست تیار ہو رہی ہے۔ اور اس کا بڑا حصہ تیار ہو چکا ہے۔ سوائے ان کے جن کے ذمہ تھوڑا بہت بقایا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ ایسے احباب کے لئے مجبوریاں ہوں گی۔ مگر اسلام پر جو نازک وقت گذر رہا ہے۔ اور احمدیت جس مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس جہاد میں جو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کا جاری ہے۔ شامل ہو جائے۔ کیونکہ اسلام کی مجبوریاں اور معذوریاں آپ لوگوں کی مجبوریوں اور معذوریوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اور پھر اسلام کا اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکنا اس سے زیادہ بد اثر ڈالتا ہے۔ جتنا کہ آپ کا ذاتی طور پر چند مالی مشکلات میں مبتلا ہو جانا اثر ڈال سکتا ہے۔

پس وہ جن کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ خواہ وہ پاکستان کے احباب ہوں یا بیرونی ممالک کے۔ اپنا بقایا ادا کر کے اپنے نام انیس سالہ فہرست میں درج کروا لیں

بیرونی ممالک کی جماعتوں کو انیس سالہ فہرست کے واسطے ایک چٹھی ہوائی ڈاک کے ذریعے ارسال کی جا رہی ہے۔ مناسب معلوم دیتا ہے کہ اس جگہ ان جماعتوں کے نام دے دیئے جائیں جن کو یہ مذکورہ چٹھی تکمیل فہرست کے لئے ارسال ہو رہی ہے۔ تا وہ فوری توجہ فرمائیں۔

امریکن جماعتیں شکاگو۔ کلیولینڈ۔ ڈیٹون انڈین پولیس۔ کنساس سٹی۔ پٹس برگ بالٹی مور۔ نیو یارک سینٹ لوئیس۔ واشنگٹن۔ بوسٹن۔ ملواکی۔ سینڈان۔

انڈونیشین جماعتیں۔ گاروت سنگاپرنا۔ تسکملایا۔ بانڈونگ۔ سوکابومی۔ جوگجا۔ سورابایا۔ پاڈنگ۔ پکن بارو۔ میڈان۔ تبسونگ تنگی بارلے۔ تنگ تنگی۔ سیانتر وغیرہ جنوبی سماٹرا۔ مشرقی افریقہ۔ نیروبی۔ کسیمالہ ممباسہ۔ بڑورہ۔ دارالسلام۔ ٹانگا۔ اور براہ راست وعدہ کرنے والے افراد۔

یورپین ممالک = لنڈن۔ ہالینڈ۔ جرمنی سوئٹزرلینڈ۔ میڈرڈ۔ مغربی افریقہ۔ مرکز سیرالیون۔ نائیجیریا۔ سالٹ پانڈ۔ گولڈ کوسٹ فلسطین۔ حیفا۔ کبابیر۔ برجا لبنان۔ قاہرہ دمشق۔ سیلون۔ کولمبو۔ نیگمبو۔ قادیان دارالامان اور ہندوستان کی جماعتیں۔ اور براہ راست وعدہ کرنے والے احباب۔

(باقی صفحہ پر)

پختونستان کے مسئلہ پر کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں جنہیں دور کیا جانا چاہیئے

وزیر خارجہ افغانستان سردار محمد نعیم خاں کا بیان

130

کراچی ۸ نومبر۔ وزیر خارجہ پاکستان سردار محمد نعیم خاں نے کابل روانہ ہونے سے قبل کراچی میں اعلان کیا کہ ان کی حکومت دونوں ملکوں کے درمیان خیر سگالی کا جذبہ بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی انہوں نے بتایا کہ کراچی میں ان کے اور حکومت پاکستان کے سربراہوں کے درمیان جو بات چیت شروع ہوئی ہے۔ وہ مختلف سطحوں پر جاری رہے گی۔ دونوں ملکوں کے درمیان مشترکہ دفاع کے معاہدہ کے امکان پر کوئی صاف جواب دینے سے گریز کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارے مفادات مشترک ہیں ہم علیحدہ نہیں رہ سکتے۔ ہمیں اپنے تعلقات کو بہتر بنانا پڑے گا۔ انہوں نے دلی خواہش ظاہر کی کہ دونوں ملکوں کے ممتاز راہنما ایک دوسرے کے ملک کا دورہ کریں۔ سردار نعیم خاں نے کہا کہ پختونستان کے معاملہ میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں جنہیں دور کیا جانا چاہیئے۔ افغانستان مملکتی حد بندیوں میں کسی تبدیلی کا خواہشمند نہیں ہے۔ کچھ لینے یا دینے کا سوال نہیں ہے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں۔ کہ پختونستان کے رہنے والوں کو اپنی حیثیت اور طریق زندگی کے متعلق اظہار رائے کا موقعہ دیا جائے۔

سردار محمد نعیم خاں نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ روس نے افغانستان کو غذائی ذخیرہ گھروں کی تعمیر کے لئے تیس لاکھ ڈالر کا قرضہ دیا ہے۔ انہوں نے اس خبر کی تردید کی۔ کہ روس افغانستان اور چیکوسلوویکیہ سے چالیس لاکھ ڈالر کی مشینری درآمد کرے گا۔

وزیر خارجہ نے بتایا کہ فی الحال پاکستان اور افغانستان کے درمیان کوئی تجارتی سمجھوتہ نہیں ہونے والا ہے۔ اور نہ دونوں ملکوں کے درمیان فی الوقت کوئی سیاسی معاہدہ ہو رہا ہے۔

وزیر خارجہ نے توقع ظاہر کی۔ کہ دو پڑوسی ملک دو مسلم ملک ایک دوسرے کے قریب آنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

وزیر خارجہ سردار محمد نعیم نے اپنے قیام کراچی کے دوران گورنر جنرل وزیر اعظم وزیر خارجہ، ڈاکٹر خانصاحب میجر جنرل اسکندر مرزا اور جنرل محمد ایوب خاں سے ملاقاتیں کیں۔ وہ دو مرتبہ وزیر اعظم پاکستان سے ملے۔

تصحیح ضروری

الفضل مورخہ ۵ نومبر ۱۹۵۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا جو خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے۔ وہ حضور ایدہ اللہ نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ارشاد فرمایا تھا۔ اخبار میں غلطی سے ۲۸ اکتوبر کی تاریخ شائع ہو گئی ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

روس کے ساتھ مذاکرات میں قوت پر بھروسہ بے سود ہو گا

ماسکو ۸ نومبر۔ ماسکو میں آج بالشویک انقلاب کی سینتیسویں سالگرہ منائی گئی۔ اس موقعہ پر پانچ ہزار فوجیوں اور بیس لاکھ شہریوں نے مارچ پاسٹ کیا روسی وزیر اعظم جارجیو مالنکوف نے سلامی لی۔ روسی وزیر اعظم کے دونوں جانب روسی حکومت کے تمام سربراہ اور روسی فوج کے جرنیل ایئر مارشل اور امیر البحر بھی کھڑے تھے۔

اس موقع پر ممتاز روسی رہنماؤں نے تقریریں کیں۔ روس کے نائب وزیر اعظم موسیو میکسم سابوروف نے آج ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس کے ساتھ مذاکرات میں طاقت کا مظاہرہ بے سود ثابت ہوا ہے موسیو سابوروف نے کہا کہ اب جبکہ روس کے دشمن بھی یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ روس نے اپنی طاقت میں کئی گنا اضافہ کر لیا ہے۔ اور ایشیا کا عظیم ترین ملک چین بھی قیام امن کی کوششوں میں روس کا ساتھی ہے روس کے مقابلہ میں طاقت پر بھروسہ کرنا اور بھی بیکار ثابت ہو گا۔

فرانسیسی فوج کو مزید کمک بھیجدی گئی

الجیریا ۸ نومبر۔ فرانسیسی فضائیہ کے ۵ ہوائی جہاز ۲۵ مسلح سپاہیوں کو لے کر فرانس سے الجزائر روانہ ہو گئے۔ مزید ایک ہزار فرانسیسی فوج الجزائر جانے کے لئے پیرس سے مشرقی فرانس روانہ ہو چکے ہیں

حسین فاطمی کی اپیل نامنظور کر دی گئی

تہران ۸ نومبر: شاہ ایران نے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر حسین فاطمی کے خلاف موت کی سزا کی اپیل نامنظور کر دی ہے ڈاکٹر حسین فاطمی کے خلاف ایرانی شہنشاہیت کو ختم کرنے اور کمیونسٹ طرز کی جمہوریہ قائم کرنے کی سازش کا الزام لگایا گیا تھا فوجی حکام نے کہا ہے کہ انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر حسین فاطمی کو کب اور کس وقت موت کی سزا دی جائے گی۔

مصر اور برطانیہ کے مابین اقتصادی معاہدہ پر دستخط ہو گئے

قاہرہ ۸ نومبر۔ مصر اور امریکہ کے مابین آج اس معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ جس کی رو سے مصر کو امریکہ سے ۰۰۰,۰۰,۰۰ ڈالر کی اقتصادی امداد ملے گی۔ امریکی سفیر مسٹر جیفرسن کیفری اور مصری وزیر خارجہ ڈاکٹر فوضی نے اس پر دستخط ثبت کئے ہیں۔ امریکی امداد ان ترقیاتی پراجیکٹوں کیلئے دی جائیگی۔ جن کے متعلق دونوں حکومتیں متفق ہیں۔

دستور ساز اسمبلی کو قائم کرنیوالی طاقت اسے توڑ بھی سکتی ہے

کراچی ۸ نومبر۔ مشرقی بنگال کانگرس پارلیمانی پارٹی کے راہنما مسٹر بسنت داس نے ایک بیان میں کہا۔ کہ گورنر جنرل نے دستوریہ کو توڑنے کا جو اقدام کیا ہے۔ وہ ایک بالکل صحیح اور بروقت اقدام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں جو ہنگامی حالات پیدا ہو گئے تھے۔ ان پر قابو پانے کے لئے ایسے سخت اقدام کی ضرورت تھی۔ دستوریہ کو توڑنے کے قانونی پہلو پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دستوریہ کو قائم کرنے والی طاقت اسے توڑ بھی سکتی ہے

(بقیہ صفحہ ۶)

سابقون الاولون کا پہلا غیر معمولی دور

رنگون۔ عدن۔ ماریشس۔ ہسپانیہ۔ بورنیو یہ بیرونی جماعتیں اپنی فہرستیں ارسال فرمائیں۔

ایک دوست تحریر فرماتے ہیں۔ "کہ یہ تو مومنانہ شان کے شایاں نہیں۔ کہ وہ ایک وعدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کرے۔ پھر اسے وقت پر ادا نہ کرے۔ میں اپنا سارا بقایا قبل جلسہ ادا کر دوں گا"

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔ "بقایا کی چٹھی مل گئی ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ جلد بقایا ادا کر دوں گا۔ جلسہ سالانہ تک مہلت دیں میرا نام فہرست سے نہ کاٹیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ ضرور ادا کر دوں گا۔ یہ تو خلاف شان مومن ہے کہ سترہ سال تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں دوڑنے کے بعد دو تین سال کے بقایا کے سبب پیچھے رہ جائے۔ بہرحال جلسہ سالانہ تک مہلت دیدیں"۔

پس پاکستان اور بیرونی ممالک کی جماعتیں اور براہ راست وعدہ کرنے والے احباب توجہ فرمائیں۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

خدام سے حضور ایدہ اللہ کا خطاب

(بقیہ صفحہ اول)

کیونکہ ایسی خدمت تو انسان ہونے کی حیثیت میں ہر شخص پر فرض ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا در حقیقت مختلف خدمات مختلف حیثیتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں پاکستانی ہونے۔ احمدی ہونے یا ایک انسان ہونے کے لحاظ سے عید اجباز (؟) نقش عائد ہوتے ہیں۔ کچھ فرائض ملازم ہونے کی وجہ سے اور کچھ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ایک حیثیت کے کام کو دوسری حیثیت کے ثبوت میں پیش کرنا تمسخر ہے مثلاً ایک ڈاکٹر بیس آدمیوں کا علاج کرکے یہ کہے کہ اس نے یہ کام خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے کیا ہے ٹھیک نہیں کہلا سکتا وہ ڈاکٹر ہے۔ اور ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے اس کا فرض ہے کہ علاج کرے۔ اگر تم کسی جلسہ جلوس میں حصہ لیتے ہو۔ تو یہ پاکستانی ہونے کی حیثیت سے ہے نہ کہ خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے اسی طرح اگر کوئی کسی گرتے ہوئے انسان کو اٹھاتا ہے تو یہ اس کا انسانی فرض ہے۔ اس سے خدام الاحمدیہ کا کیا تعلق ہے بس ایسی خدمات جو ایک حیثیت سے تمہارے فرائض میں شامل ہیں۔ ان کو خدام کی حیثیت کا رنگ نہ دو بلکہ خدمت کا ایک نہایت اعلیٰ معیار قائم کرو مثلاً جلیانوالہ کے خدام نے کیا ہے۔ ربوہ۔ سیالکوٹ۔ ملتان کراچی کے خدام نے بھی اچھا کام کیا ہے پس ہمیشہ کام کا معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

حضور نے فرمایا کہ خدام کی ان سرگرمیوں کا ذکر اخبارات میں بھی تحسین کے ساتھ کیا گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نمائش ہے۔ بیشک اس کو نمائش کہا جا سکتا ہے مگر یہ جو ثابت کرنا ہے کہ یہ نمائش ہے درست نہیں۔ بلکہ بالکل صحیح ہے۔ دراصل ہم شروع ہی سے خدمت خلق کے ایسے کام کرتے رہے ہیں۔ مگر ہم انہیں خود ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ہم سمجھتے تھے۔ کہ ہم خدا کا کام کرتے ہیں۔ اظہار کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ہمیں نے شکی کی اور دنیا نے ہماری نیکی کا اقرار نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا کہ احمدی اپنا کام کرتے ہیں کسی دوسرے کا نہیں کرتے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے ہمیشہ دوسروں کی خدمت کی ہے پھر بھی ہمارے مخالفین نے اسے ہمیں بدنام کرنا ہی مفید خیال کیا ہے۔ ۱۹۱۸ء میں جب انفلوئنزا ملک میں پھیلا۔ تو اگرچہ ہماری جماعت اس وقت بہت چھوٹی تھی ہم نے قادیان کے ارد گرد سات سات میل تک دوائیاں تقسیم کیں۔ اور ڈاکٹروں کے علاوہ دیسی حکیموں کی دوائیاں بھی استعمال کرائیں۔ چنانچہ ہماری اس خدمت پر عوام نے ہماری بہت تعریفیں کیں۔ اسی طرح جب ملکانوں کے ارتداد کا سوال پیدا ہوا تو ہم نے مبلغ وہاں بھیجے۔ جس کی اس وقت مسلمانوں نے ہماری بڑی تعریفیں کیں۔ چنانچہ ہم نے اس وقت جو خدمات کیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے۔ کہ ریاست بھرت پور کے ایک گاؤں میں ایک عورت جمیا نامی کے بیٹے آریہ ہو گئے۔ اور بڑی بڑی سی بھی آریہ ہو گئی۔ جمیا کی فصل کھڑی تھی۔ مگر کوئی کاٹنے والا نہیں تھا۔ ہندو لوگ اس کو طعنے دیتے تھے۔ کہ تمہاری فصل ہم ہی کاٹیں گے۔ جب مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں نے ہدایت کی کہ ہمارے مبلغ جو اس علاقہ میں ڈاکٹر وکیل اور تعلیمیافتہ لوگ شامل تھے۔ جمیا کی فصل کاٹیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ فصل صحیح تنظیم پر دوسرے دن ختم کی گئی ۔۔۔ الغرض مخالفین صرف یہ پراپیگنڈہ کیا کہ ہم مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ حالانکہ مصیبتوں کے وقت ۔۔۔

ربوہ میں خدام الاحمدیہ کا چودھواں سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقاریر۔ مجلس شوریٰ۔ دینی۔ علمی۔ ذہنی اور ورزشی مقابلے

ربوہ ۹ رنبوت۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا چودھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۵ نومبر بروز جمعہ شروع ہو کر ۷ نومبر کو بخیر و خوبی ختم ہوا۔

اجتماع کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا اور تقریر کے ساتھ فرمایا (تقریر کا خلاصہ اس پرچہ میں دوسری جگہ دیا جا رہا ہے) اس سے قبل محترم نائب صدر صاحب اول نے پاکستان اور خدام الاحمدیہ کے جھنڈے لہرائے۔

تلقین عمل کا اجلاس

کھانا کھانے کے بعد تلقین عمل کا اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف ہوا۔ اس میں مکرم عبدالستار صاحب خادم نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ سرحد اور مکرم محمد سعید احمد صاحب قائد لاہور نے تقاریر کیں۔

شوریٰ:۔ تلقین عمل کے بعد شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مکرم مرزا ناصر احمد صاحب نائب صدر اول ہوا۔ سب سے پہلے آئندہ سال کے لئے نائب صدر کے لئے چھ نام تجویز کئے گئے۔ ان چھ میں سے حضور جن دو کو چاہیں گے۔ آئندہ سال کے لئے نائب صدر مقرر فرمائیں گے۔

چھ نام جو کثرت رائے سے منتخب ہوئے۔ درج ذیل ہیں:۔

(۱) مرزا منور احمد صاحب (۲) مرزا طاہر احمد صاحب (۳) میر داؤد احمد صاحب (۴) غلام باری صاحب سیف (۵) شبیر احمد صاحب (۶) قریشی عبدالرشید صاحب

اس کے بعد سب کمیٹی مال اور سب کمیٹی تعلیم کے ممبران کا انتخاب کیا گیا۔ سب کمیٹی مال ۱۷ نمائندوں پر مشتمل تھی۔ اس کے صدر عبدالحنی صاحب رشدی راولپنڈی اور سیکرٹری چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر مہتمم مال تھے۔ سب کمیٹی تعلیم ۱۱ افراد پر مشتمل تھی۔ جس کے صدر مکرم محمد سعید احمد صاحب قائد لاہور اور سیکرٹری مولوی غلام باری صاحب سیف تھے۔ ان سب کمیٹیوں کے اجلاس پروگرام ختم ہونے کے بعد مقام اجتماع میں منعقد ہوئے۔ شوریٰ کے بعد علمی مقابلے ہوئے اور اس کے بعد رات کو آرام کرنے کے لئے خدام اپنے خیموں میں چلے گئے۔

حضور کی تقریر کے وقت ۲۰۰ زائرین کے لئے عارضی پاس جاری کئے گئے۔ ۳۴ مستقل پاس جاری کئے گئے۔

شامل ہونے والے خدام کی تعداد

اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد ۱۰۹۲ تھی۔ مرکزی اداروں میں کام کرنے والے خدام اس کے علاوہ تھے۔ جن کی تعداد ۲۵۰ تھی ان میں سے ۱۹۵ لوکل مجلس کے خدام تھے۔ مغربی پاکستان کی مجالس کے علاوہ قادیان گولڈ کوسٹ۔ چین۔ سماٹرا لینڈ۔ انڈونیشیا اور ملایا کے نوجوان بھی شامل ہوئے۔

انتظامات اجتماع کی تفصیل

اجتماع کے جملہ کاموں کی بسہولت تمام سر انجام دینے کے لئے متعدد چھوٹے چھوٹے شعبے بنا دیئے گئے تمام شعبوں کے نگران مقرر کئے گئے۔ ان سب انتظامات سے شامل ہونے والوں کو واقفیت بہم پہنچانے کے لئے خاکہ میں ان کی تفصیل قبل از وقت دیدی گئی تھی۔

اجتماع کے نگران اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب تھے۔

مقام اجتماع کی تیاری کا کام کافی دن پہلے سے شروع تھا۔ خدام کی آمد سے پہلے ان کے خیموں کی جگہوں کو نمایاں کر دیا گیا تھا۔ مقام اجتماع کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ خدام الاحمدیہ کے لئے اور دوسرا اطفال الاحمدیہ کے لئے مخصوص تھا۔ خدام الاحمدیہ والا حصہ پانچ بڑے حصوں پر منقسم تھا ایک حصہ میں مرکزی دفتر اور انتظام کے دیگر شعبہ جات کے خیمے لگائے گئے۔ اور لنگر خانہ قائم کیا گیا۔ باقی چار حصے جن کے نام اطاعت، صداقت، امانت اور شجاعت تھے۔ خدام کی رہائش کے لئے مخصوص کئے گئے۔

اس دفعہ مقام اجتماع میں ۹۴ خیمے نصب کئے گئے۔ جن میں مرکزی شعبوں کے لئے ۔۔۔ خیمے لگائے گئے اور خدام اور اطفال کی رہائش کے لئے علی الترتیب ۱۱، ۸ اور ۹ خیمے تھے۔ اور مقام اجتماع کا رقبہ ۳۰،۰۰۰ مربع فٹ تھا۔

اس شعبہ کے انچارج محکمہ تعمیرات صدر انجمن احمدیہ کے ماہر ۔۔۔ مکرم حفیظ الرحمن صاحب تھے جو اپنے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیتے رہے۔

سپلائی کا انتظام

اس شعبہ کا انتظام محترم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ کھانے کا تمام سامان بروقت پہنچانے کے علاوہ دفاتر اور کیمپوں کے لئے گھڑے۔ لوٹے۔ آبخورے اور بالٹیاں وغیرہ بھی مہیا کرنا اس کے ذمہ تھا۔

خوراک:۔ اس شعبہ کا کام خوراک مہیا کرنا تھا۔ اس کے نگران مکرم سید داؤد احمد صاحب تھے ۲۵ کی شام کو ۱۵۷۰ کا کھانا مہیا کیا گیا۔

صفائی و آبرسانی:۔ اس شعبہ کے نگران مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔

اس شعبہ کی زیر نگرانی پانی کے لئے ۶ نلکے لگوائے گئے۔ مرکزی دفاتر ۔۔۔ لنگر خانہ میں پانی پہنچایا جاتا رہا۔ لنگر خانہ ۔۔۔ اور ۔۔۔ کے میدان میں چھڑکاؤ کا انتظام کیا گیا ۔۔۔

روشنی:۔ اس سال مقام اجتماع میں بجلی کے ذریعہ روشنی کا انتظام کیا گیا تھا ۵ نومبر کو پانچ بجے شام کے قریب واپڈا سپرنٹنڈنٹ صاحب تشریف لائے۔ اور انہوں نے وائرنگ کا معائنہ کرکے ٹیسٹ دیا۔ اس طرح شام تک شعبہ جات کے خیمے بجلی سے روشن کئے گئے۔ دو عدد ٹیوب اور ۲۰ بلب روشن تھے اس کے علاوہ ۶ گیس اور ۱۲ ہری کینیں بھی مہیا کی گئیں۔ اطفال کے کیمپوں میں بوجہ دوری بجلی مہیا نہ کی جا سکی۔ وہاں گیس کے ذریعہ روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اس شعبہ کے نگران مکرم حسن محمد خان صاحب عارف تھے۔

علمی مقابلے

حفظ قرآن مجید۔ تلاوت قرآن مجید۔ مطالعہ حدیث۔ مطالعہ کتب مسیح موعودؑ۔ معلومات عامہ اور ترجمہ قرآن مجید کا مقابلہ ہوا۔ ان کا انتظام مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف مہتمم تعلیم نے کیا۔ (باقی)

لاہور چھاؤنی میں جلسہ سیرۃ النبیؐ

مورخہ ۱۱/۹ کو جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی کا جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان نمبر ۶۷۹ گلی نمبر ۲ شیر پنجاب محلہ بوقت ایک بجے منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مکرم نائب امیر صاحب لاہور بھی شمولیت فرما رہے ہیں۔ احباب جلسہ کو بارونق بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں۔

(خاکسار جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ضروری اعلان

بل ماہ اکتوبر ۱۹۵۴ء بھجوائے جا چکے ہیں ایجنٹ صاحبان کو چاہیئے کہ ۱۲ نومبر تک رقم بھجوا دیں ورنہ بنڈل کی ترسیل روک دی جائیگی اور اس کی ذمہ داری دفتر پر عائد نہ ہوگی (مینیجر الفضل)

پرنٹر و پبلشر ۔۔۔ الفضل ۔۔۔